روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

سوموار 21 جنوری 2013ء 8 ربیع الاوّل 1434 ہجری 21 صلح 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 18

یتیم کی اصلاح کرو

خبردار درحقیقت تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو۔(الفجر 18,19)اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر کہ وہ بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔(بنی اسرائیل:35)اور وہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔تو کہہ دے ان کی اصلاح اچھی بات ہے اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی بندہی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے کا اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ضرور مشکل میں ڈال دیتا۔یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔ (البقرہ:221)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

غربا و مساکین اور خصوصاً بیوگان کے لئے حضرت مرزا رسول بیگ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے دل میں بے حد درد تھا اور ان کی خبر گیری بہت ہمدردی اور توجہ سے کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ سائل کو خالی واپس نہیں کرنا چاہئے۔اگر پاس کچھ نہ ہو تو لطیفہ یا دلجوئی کی بات سنا کر ہی اسے خوش کر دینا چاہئے۔خاندان کی مملوکہ اراضی کے گاؤں کی متعدد بیوہ مستورات نے آپ کی وفات پر بے حد صدمہ محسوس کرتے ہوئے اظہار کیا کہ پہلے تو ہم مفلوک الحال محسوس نہیں کرتی تھیں لیکن درحقیقت اب ہم مفلوک الحال ہوئی ہیں۔

(رفقاء احمد جلد اول ص85)

حضرت ملک مولا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کو ہومیو پیتھک طریقہ علاج کا بہت شوق تھا اس کے متعلق ہمیشہ کتابیں منگواتے رہتے اور مطالعہ کرتے تھے اور خود علاج بھی کر لیتے تھے۔

ملک سعید احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ گورداسپور کی ملازمت میں الیکٹرو ہومیو پیتھک ادویہ سے بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ آپ یہ ادویہ لوگوں کو مفت دیتے تھے اور اگر کوئی ان کے عوض کچھ دیتا بھی تو نہ لیتے بلکہ صاف کہہ دیتے کہ میرا ان پر خرچ نہ ہونے کے برابر ہے اور ان کا اثر میرے خرچ سے کئی گنا خوشکن ہے۔اس لئے میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ غربا صحت یاب ہو کر میرے لئے دعا کریں۔ بعد میں آپ نے یونانی، ویدک اور ایلوپیتھی کی چند دواؤں سے متاثر ہو کر بعض نسخے بنوا لئے تھے اور چونکہ تقسیم ملک کے بعد آمدنی کا وہ پہلا سلسلہ نہ تھا اس لئے آخری چند ماہ میں آپ کسی کسی خاص دوائی کی قیمت لاگت لے لیتے تھے۔

(رفقاء احمد جلد اول ص174)

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کر کے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید 18 کوارٹرز آج کل زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم وبیش 20 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مَد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین

حضرت مصلح موعود کے قلم سے

قسط نمبر 50

دیباچہ تفسیر القرآن۔ رسول اکرم ﷺ کے حالات اور خلق عظیم

بستر میں سادگی

آپ کا بستر بھی نہایت سادہ ہوتا تھا۔ بالعموم ایک چمڑا یا اُونٹ کے بالوں کا ایک کپڑا ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارا بستر اتنا چھوٹا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت کے لئے اُٹھتے تو میں ایک طرف ہو کر لیٹ جاتی تھی اور بوجہ اس کے کہ بستر چھوٹا ہوتا تھا، جب آپ عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے تو میں ٹانگیں لمبی کر لیا کرتی اور جب آپ سجدہ کرتے تو میں ٹانگیں سمیٹ لیا کرتی۔

(بخاری باب الصلوٰۃ علی الفراش)

مکان اور رہائش میں سادگی

رہائشی مکان کے متعلق بھی آپ سادگی کو پسند کرتے تھے۔ بالعموم آپ کے گھروں میں ایک ایک کمرہ ہوتا تھا اور چھوٹا سا صحن۔ اس کمرہ میں ایک رسّی بندھی ہوئی ہوتی تھی جس پر کپڑا ڈال کر ملاقات کے وقت میں آپ اپنے ملنے والوں سے علیحدہ بیٹھ کر گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ چارپائی آپ استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ زمین پر ہی بستر بچھا کر سوتے تھے۔ آپ کی رہائش کی سادگی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حضرت عائشہؓ نے آپ کی وفات کے بعد فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں کئی دفعہ صرف پانی اور کھجور پر ہی گزارہ کرنا پڑتا تھا یہاں تک کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی اُس دن بھی ہمارے گھر میں سوائے کھجور اور پانی کے کھانے کیلئے اور کچھ نہیں تھا۔

(بخاری کتاب الاطعمۃ باب الرطب والتمر)

خدا تعالیٰ سے محبت اور اُس کی عبادت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی عشق الٰہی میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ داری کے دن اور رات آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نصف رات گزرنے پر آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک عبادت کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور آپ کے دیکھنے والوں کو آپ کی حالت پر رحم آتا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایسے ہی موقع پر کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ تو خدا تعالیٰ کے پہلے ہی مقرب ہیں آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

(بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی ﷺ اللیل حتی ترما قدماہ)

جب یہ بات سچی ہے کہ خدا تعالیٰ کا میں مقرب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے تو کیا میرا یہ فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اُس کا شکریہ ادا کروں، کیونکہ آخر شکر احسان کے مقابل پر ہی ہوا کرتا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الفتح باب قولہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک (الخ)

آپ کوئی بڑا کام بغیر اذنِ الٰہی کے نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ باوجود مکہ کے لوگوں کے شدید ظلموں کے آپ نے مکہ اُس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل نہ ہوئی اور وحی کے ذریعہ سے آپ کو مکہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا گیا۔ اہل مکہ کے ظلموں کی شدت کو دیکھ کر آپ نے جب صحابہؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی اور انہوں نے آپ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی ان کے ساتھ چلیں، تو آپ نے فرمایا مجھے ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اِذن نہیں ملا۔ ظلم اور تکلیف کے وقت جب لوگ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے اِرد گرد اکٹھا کر لیتے ہیں آپ نے اپنی جماعت کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جانے کی ہدایت کی اور خود اکیلے مکہ میں رہ گئے، اس لئے کہ آپ کے خدا نے آپ کو ابھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

خدا کا کلام آپ سنتے تو بے اختیار ہو کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ خصوصاً وہ آیات جن میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن شریف کی کچھ آیات پڑھ کر مجھے سناؤ۔ میں نے اس کے جواب میں کہا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے میں آپ کو کیا سناؤں؟ آپ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن پڑھوا کر سنوں۔ اِس پر میں نے سورۂ نساء پڑھ کی سنانی شروع کی۔ جب پڑھتے پڑھتے میں اِس آیت پر پہنچا کہ ..... (النساء: 42) یعنی اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بس کرو۔ بس کرو" میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب البکاء عند قراءۃ القرآن)

نماز کی پابندی کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ سخت بیماری کی حالت میں بھی جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گھر میں نماز پڑھ لینے اور لیٹ کر پڑھ لینے تک کی اجازت بھی ہوتی ہے آپ سہارا لے کر مسجد میں نماز پڑھانے کیلئے آتے۔ ایک دن آپ نماز کے لئے نہ آسکے تو حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ لیکن اتنے میں طبیعت میں کچھ سہولت معلوم ہوئی تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل دیئے مگر کمزوری کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ چلنے میں آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ (بخاری کتاب الاذان باب حد المریض (الخ)

دنیا میں خوشنودی اور توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹی جاتی ہیں عربوں میں بھی یہی رواج تھا مگر آپ کو خدا تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر اتنا پسند تھا کہ اس غرض کے لئے بھی ذکر الٰہی ہی استعمال کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکر! نماز پڑھا دیں۔ پھر کام سے فارغ ہو کر آپ بھی فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب نماز پڑھنے والوں کو معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے بیتاب ہو کر تالیاں بجانی شروع کر دیں جس سے ایک طرف تو یہ بتانا مقصود تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ان کے دل بے انتہاء خوش ہو گئے ہیں اور دوسری طرف ابوبکرؓ کو توجہ دلانا مطلوب تھا کہ اب آپ کی امامت ختم ہوئی اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امام کی جگہ چھوڑ دی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر! جب میں نے تم کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا تو تم میرے آنے پر پیچھے کیوں ہٹ گئے؟ ابوبکرؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اللہ کے رسول کی موجودگی میں ابوقحافہ کا بیٹا کیا حیثیت رکھتا تھا کہ نماز پڑھائے۔ پھر آپ صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تالیاں پیٹنے سے تمہاری کیا غرض تھی۔ خدا کے ذکر کے وقت تالیوں کا بجانا تو مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے۔ جب نماز کے وقت کوئی ایسی بات ہو کہ اُس کی طرف توجہ دلانی ضروری ہو تو بجائے تالیاں بجانے کے خدا کا نام بلند آواز سے لیا کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو دوسروں کو اس واقعہ کی طرف خود بخود توجہ ہو جائے گی۔

(بخاری کتاب الاذان باب من دخل لیوم الناس (الخ)

مگر اس کے ساتھ ہی آپ تکلف کی عبادت بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھر میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رسّی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت زینبؓ کی رسّی ہے جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اِس رسّی کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے یہ رسّی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اتنی دیر عبادت کیا کرے جب تک اُس کے دل میں بشاشت رہے جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے اس قسم کی تکلف والی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(بخاری کتاب التہجد باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ)

شرک سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت جبکہ آپ جان کندن کی تکلیف میں کبھی دائیں کروٹ لیٹتے اور کبھی بائیں کروٹ لیٹتے اور یہ فرماتے جاتے تھے خدا ان یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ (الخ)

یعنی وہ نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور اُن سے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا ہی فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہوگی بلکہ میں اس سے کلی طور پر بیزار ہوں گا۔

خدا تعالیٰ کے لئے آپ کی غیرت کا ذکر آپ کی زندگی کے تاریخی واقعات میں آچکا ہے۔ مکہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے ہر قسم کی رشوتیں پیش کیں تا آپ بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیں اور آپ کے چچا ابوطالب نے بھی آپ سے اس امر کی سفارش کی اور کہا کہ اگر تم نے یہ بات نہ مانی اور میں نے تمہارا ساتھ بھی نہ چھوڑا تو پھر میری قوم مجھے چھوڑ دے گی تو اس پر آپ نے فرمایا اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدائے واحد کی توحید کو پھیلانے سے نہیں رُک سکتا۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 284-285 مطبوعہ مصر 1936ء)

اسی طرح اُحد کے موقع پر جب مسلمان زخمی اور پراگندہ حالت میں ایک پہاڑی کے نیچے کھڑے تھے اور دشمن اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ اس خوشی میں نعرے لگا رہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کی طاقت توڑ دی ہے۔ اور ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعْلُ هُبَل۔ اُعْلُ هُبَل۔ یعنی ہبل کی شان بلند ہو، ہبل کی شان بلند ہو۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو جو دشمن کی نظروں سے چھپے کھڑے تھے اور اِس چھپنے میں ہی اُن کی خیر تھی حکم دیا کہ جواب دو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ

(بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب (الخ)

اللہ ہی سب سے بلند اور جلال والا ہے۔ اللہ ہی غلبہ اور جلال رکھتا ہے۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ

پاکیزہ سیرت کے پاکیزہ نقوش

قسط اول

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

"میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

حضرت اقدس مسیح موعود کی دوسری بیوی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ جو الٰہی بشارات کے مطابق آپ کے عقد میں آئیں۔ حضور کو اس شادی سے تین برس قبل یہ الہام ہوا تھا اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ ...." (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 666 حاشیہ) یعنی میری نعمت کا شکر کر............

حضرت اقدس مسیح موعود اس الہام کے متعلق فرماتے ہیں:

"پیشگوئی نمبر 26۔

82، 1880ء اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ ....۔

براہین احمدیہ صفحہ 558۔ ترجمہ۔ میرا شکر کر...... ......۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا...... اور......اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی اسی کے مطابق دوسرا الہام ہے اور وہ یہ ہے "وہ خدا جس نے باعتبار رشتہ دامادی اور باعتبار نسب تمہیں عزت بخشی۔"

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 525-524)

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ دہلی کے ایک مشہور خاندان سادات کے روشن گوہر حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بیٹی تھیں۔ ننھیالی سلسلہ میں آپ کا تعلق حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا جن کا خاندان تقویٰ اور پرہیزگاری سے بخوبی آگاہ تھا۔ حضور نے جب آپ کے رشتہ کا پیغام بھجوایا تو اس کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب فرماتے ہیں:

"پہلے تو میں نے تأمل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر کچھ زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا مَیں دل سے خواہاں تھا، میں نے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اس نیک مرد سے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کردوں۔ نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کے عادات و اطوار بالکل ناپسند تھے۔"

(حیات ناصر صفحہ 7،8 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی)

حضرت اماں جان کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ المعروف نانی اماں صاحبہ بیان کرتی ہیں:

"جب حضرت صاحب نے حضرت میر صاحب کو اپنے لئے لکھا تو میر صاحب نے اس ڈر سے کہ میں بُرا مانوں گی مجھ سے ذکر نہ کیا، اس عرصہ میں اور بھی کئی جگہ سے پیغامات آئے مگر میری کسی جگہ تسلی نہ ہوئی ...... آخر ایک دن میر صاحب نے ایک لودھیانے کے باشندہ کے متعلق کہا کہ اس کی طرف سے بہت اصرار کی درخواست ہے اور ہے بھی وہ اچھا آدمی، اسے رشتہ دے دو۔ مَیں نے اس کی ذات وغیرہ بھی دریافت کی تو مجھے شرح صدر نہ ہوا اور مَیں نے انکار کیا اس پر میر صاحب نے کچھ ناراض ہو کر کہا کہ لڑکی اٹھارہ سال کی ہو گئی ہے کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑو گی؟ مَیں نے جواب دیا کہ ان لوگوں سے تو پھر غلام احمد ہی ہزار درجہ اچھا ہے۔ میر صاحب نے جھٹ ایک خط نکال کر سامنے رکھ دیا کہ لو پھر مرزا غلام احمد کا بھی خط آیا ہے، جو کچھ بھی ہو ہمیں اب جلد فیصلہ کرنا چاہئے۔ مَیں نے کہا اچھا، پھر غلام احمد کو لکھ دو۔"

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 111-110 مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

اس پر حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اسی وقت قلم دوات لے کر منظوری کی اطلاع دے دی۔ حضرت میر صاحب کا خط موصول ہونے کے آٹھ دن بعد حضرت اقدس اپنے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب، لالہ ملاوامل اور ایک دو اور آدمیوں کو ساتھ لے کر دہلی پہنچ گئے۔ حضرت اقدس اپنے ساتھ کوئی زیور اور کپڑا نہیں لے گئے تھے، صرف اڑھائی سو روپیہ نقد تھا اس پر بھی رشتہ داروں نے طعن کیا کہ اچھا نکاح کیا ہے نہ کوئی زیور ہے نہ کپڑا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر سوم صفحہ 96 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب)

الغرض 17 نومبر 1884ء کو گیارہ سو روپیہ حق مہر پر اس مبارک نکاح کا اعلان مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے کیا۔ دوسرے دن حضرت اقدس عازمِ قادیان ہوئے۔

آپ کے بطن سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1۔ صاحبزادی عصمت (ولادت 15 اپریل 1886ء۔ وفات جولائی 1891ء)

2۔ بشیر اول (ولادت 7 اگست 1887ء۔ وفات 4 نومبر 1888ء)

3۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی (ولادت 12 جنوری 1889ء۔ وفات 7 اور 8 نومبر کی درمیانی شب 1965ء)

4۔ صاحبزادی شوکت صاحبہ (ولادت 1891ء۔ وفات 1892ء)

5۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے (ولادت 20 اپریل 1893ء۔ وفات 2 ستمبر 1963ء)

6۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (ولادت 24 مئی 1895ء۔ وفات 26 دسمبر 1961ء)

7۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (ولادت 2 مارچ 1897ء۔ وفات 23 مئی 1977ء)

8۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (ولادت 14 جون 1899ء۔ وفات 16 ستمبر 1907ء)

9۔ صاحبزادی سیدہ امۃ النصیر صاحبہ (ولادت 28 جنوری 1903ء۔ وفات 3 دسمبر 1903ء)

10۔ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ (ولادت 25 جون 1904ء۔ وفات 6 مئی 1987ء)

آپ کا ہر بچہ قبل از وقت الٰہی اطلاع اور بھاری آسمانی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوا، اسی لئے حضرت مسیح موعود حضرت اماں جان کو شعائر اللہ یقین کرتے تھے اور ان کی دلداری کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ اس کے باوجود پہلی بیوی سے حسن سلوک میں کبھی فرق نہیں آنے دیا اور انہیں اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔

حضرت اماں جان کی سیرت پر متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں جن سے آپ کے تفصیلی حالات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں سلسلہ احمدیہ کے مختلف لٹریچر سے آپ کی سیرت کے چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

ترکِ رضاءِ خویش پہ مرضیٔ خدا

حضرت اقدس کی زیارت و پاکیزہ صحبت کا شرف پانے کے لیے جو عورتیں قادیان حاضر ہوتیں ان کی تعلیم و تربیت میں حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کا بھی بہت بڑا کردار تھا جنہیں مشیت الٰہی نے اپنے مسیحا کے لیے چن لیا تھا اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی زوجیت میں آنے کے بعد ان کی تربیت کے نتیجے میں دینداری اور تقویٰ کے زیور سے اپنے آپ کو مزین کر لیا تھا، حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"خواب میں میں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ مَیں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اس پر مَیں نے ان کو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حُسن چڑھا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ 597)

غرض یہ کہ حضور نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خود بھی گھر میں وعظ و نصیحت کی مجالس لگائیں اور پھر انہیں اپنی تربیت یافتہ زوجہ حضرت اماں جان کی صحبت میں بھی کچھ وقت گزارنے کی تلقین فرمائی۔ حضور حضرت خلیفہ اول کے نام ایک مکتوب میں ان کی اہلیہ حضرت اماں جی صغریٰ بیگم صاحبہ کو قادیان لانے کے متعلق فرماتے ہیں:

"......میرے نزدیک یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ اول آپ جموں میں پہنچنے کے بعد براہ راست لدھیانہ میں تشریف لے جائیں پھر اپنے گھر کے لوگوں کو ساتھ لے کر دو تین روز کے لئے قادیان میں ٹھیر جائیں، میرے گھر کے لوگوں کے خیالات موحدین کے ہیں ......اس لئے آپ کے گھر کے لوگوں کی بشیر کی والدہ سے ملاقات نتیجہ حسنات ہو سکتی ہے۔ واللّٰہ اعلم و علمہ احکم"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر دوم صفحہ 69،70 مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب)

مالی قربانیاں

حضرت ملک نور خان صاحب ولد ملک فتح خان صاحب سکنہ سروالہ بعدہٗ کارکن دفتر (مال) قادیان (بیعت 1899ء) فرماتے ہیں:

"(بیت) اقصیٰ کی جس زمانہ میں پہلی دفعہ توسیع کی گئی ہے، صبح کی نماز کا وقت تھا ابھی اندھیرا ہی تھا کہ حضور نے ذکر فرمایا کہ (بیت) کی توسیع ہونی چاہئے اور اس کے لئے چندہ کی تحریک کی جائے بعض دوستوں نے چندہ لکھوانا شروع کیا، پھر حضور نے فرمایا مَیں اندر سے بھی دریافت کر آؤں یہ کہہ کر حضور گھر میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد حضور واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مَیں نے گھر میں ذکر کیا ہے انہوں نے (مراد حضرت اماں جان صاحبہ) اپنا زیور فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے چنانچہ بعد ازاں پھر اور دوستوں نے بھی وعدے کئے اور اس وقت قریب دو ہزار روپیہ چندوں کی فہرست تیار ہو گئی بعدہ میرے سامنے پہلی دفعہ (بیت) اقصیٰ کی توسیع ہوئی۔"

(رجسٹر روایات (رفقاء) نمبر 8 صفحہ 116)

ایک مرتبہ ایک شخص کے اعتراض کے جواب میں حضرت مصلح موعود نے حضرت اماں جان کی مالی قربانیوں کے متعلق بیان فرمایا:

''والدہ صاحبہ اپنے چندوں میں جہاں تک میرا تجربہ اور علم ہے اس نسبت کے لحاظ سے جو دوسرے مرد ادا کرتے ہیں میرے نزدیک بہت سے مردوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔''

(الفضل 27 اپریل 1922ء صفحہ 7 کالم 1)

حضرت اقدس کی آپ سے محبت

حضرت اقدس نے جہاں اور پہلوؤں میں سیرت نبوی ﷺ کی اتباع کی وہاں بیویوں سے حسن سلوک میں بھی ایک نہایت عظیم اور اثر انگیز نمونہ دکھلایا ہے۔ ایک مرتبہ حضور نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نام ایک مکتوب میں اپنی اس عادت مبارکہ کے متعلق تحریر فرمایا:

''میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 83)

حضرت ملک غلام حسین صاحب رہتاسی یکے از 313 فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت اماں جان اس کنویں پر جو مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی کے اندر ہے رات کے 9 بجے گرمیوں کے موسم میں گئیں ان کی طبیعت چونکہ ہنس مکھ تھی آپ کے ہنسنے پر مرزا سلطان احمد صاحب کی بیوی جو فوت ہو چکی ہے، پوچھا نیچے کون ہنس رہا ہے (اس وقت میری بیوی بھی حضرت اماں جان کے ساتھ تھی) کسی نے کہا کہ دہلی والے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو گھر میں کنواں کیوں نہیں لگوا لیتیں۔ یہ بات سن کر حضرت اماں جان غمگین ہو کر واپس آ گئیں پژمردہ خاطر تھیں۔ ہمارا مکان بھی حضرت صاحب کے متصل تھا، گرمی ہی کا موسم تھا، صحن میں ہی حضرت صاحب اور اماں جان تھے حضرت صاحب نے اماں جان سے فرمایا ''محمود کی اماں کیا بات ہے؟'' انہوں نے سارا قصہ کہہ سنایا، حضرت صاحب نے اسی وقت مجھے بلایا، فرمایا ''جاؤ مرزا محمد اسمٰعیل کے پاس کہ دو چار پاڑ کھودنے والوں کو اسی وقت بلا لائے۔'' چنانچہ رات کے دس بجے پاڑ کھودنے والے آ گئے اور کام شروع کر دیا صبح تک 8-9 فٹ کنواں کھود دیا۔ بعدہٗ ایک آدمی کو بٹالہ سے اینٹیں لانے کے لئے بھیج دیا کیونکہ ان دنوں قادیان میں اینٹیں نہ ملتی تھیں۔ ایک آدمی کو نہتہ متصل سری گوبند پور معماروں کے لئے روانہ کر دیا وہاں سے آدمی آ گئے اور پندرہ روز میں کنواں بالکل تیار ہو گیا۔''

(الحکم 28 اپریل 1935ء صفحہ 4 کالم 2,3)

حضور حضرت اماں جان کی فکر و پریشانی کو دُور کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے اور وقت سے پہلے اس کے ازالہ کے سامان کرتے، اس کے لیے طویل اور تکلیف دہ سفروں سے بھی پرہیز نہ فرماتے۔ 1887ء میں ایک مرتبہ حضرت اماں جان کی والدہ ماجدہ کی بیماری کی خبر سن کر حضور فوراً انبالہ روانہ ہو گئے، چنانچہ حضور اپنے مخلص رفیق حضرت چودھری رستم علی صاحب یکے از 313 (وفات 11 جنوری 1909ء) کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

..........مکرمی۔ بعد سلام علیکم اس وقت میں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں کیونکہ میر ناصر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں، زندگی سے نامیدی ہے، ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہیے۔ سو میں آج لے کر اسی وقت روانہ ہوتا ہوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

19/جون 1887ء''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ 41 مکتوب 70)

اسی طرح حضرت اماں جان کے بیماری کے ایام میں حضور بڑی توجہ اور محویت سے دعا، تیمارداری اور علاج فرماتے اور طبیعت کے اچھی طرح سنبھلنے تک آپ کا خیال رکھتے۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم 7 فروری 1904ء کی ڈائری میں لکھتے ہیں:

''حضرت (اماں جان) کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں! انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ دراصل میں تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں، رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ باہر کی ہوا کھاؤ۔ گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے، جنگوں میں حضرت عائشہ ساتھ ہوتی تھیں۔

پردہ کے متعلق بڑی افراط و تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے اور اس کے بالمقابل بعض (-) افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ غرض ہم دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 557,558)

حضرت اماں جان اور عیسائی مشنری عورتیں

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت اقدس کو کسر صلیب کے لیے بھیجا تھا اور اس کام کی تکمیل کے لیے مضبوط دلائل اور قوی شواہد آپ کو عطا فرمائے تھے۔ حضور کی تعلیم کے نتیجہ میں جہاں ہر احمدی عیسائی مذہب کے غلط عقائد کا بطلان کر رہا تھا وہاں حضرت اماں جان بھی اس جہاد میں ناقابل شکست تھیں۔ حضرت شیخ فضل الٰہی صاحب کلانوری چٹھی رساں (بیعت 1893ء) بیان فرماتے ہیں:

''پادری وائٹ بریخت صاحب جو بٹالہ میں کرسچن مشن کے انچارج تھے، بٹالہ سے معہ دو لیڈیوں کے قادیان آئے چونکہ میری عیسائیوں کے ہاں بھی آمد و رفت تھی اور پادری صاحب موصوف سے بھی واقفیت تھی میری ان سے ملاقات ہوئی، پادری صاحب نے مجھ کو کہا یہ دونوں لیڈیاں عورتوں میں (دعوت الی اللہ) کرنا چاہتی ہیں ان کو چند گھروں میں لے جاؤ۔ میں نے ان دونوں عورتوں کو حضرت صاحب کے گھر میں بھیج دیا وہاں جب انہوں نے بات چیت کی تو اندر سے ایسے سوال کئے گئے جن سے ان کے مذہب کا مردہ ہونا ثابت ہوا اور ان کے سامنے زندہ (مذہب، دین حق) پیش کیا گیا تو وہ جھنجھلا کر نکل آئیں اور باہر آ کر مجھے ناراضگی کے لہجہ میں کہا کہ تم نے ہم کو کس گھر میں داخل کر دیا ہم تو خاکروبوں کے گھر میں جانا چاہتی ہیں چنانچہ میں نے ان کو خاکروبوں کے مکانات کا نشان دے دیا اور وہاں چلی گئیں۔''

(الحکم 14 مارچ 1935ء صفحہ 3 کالم 1,2)

آپ کی شفقت

حضرت اماں جان صرف نام کی ہی اماں جان نہ تھیں بلکہ آپ کا دل احباب جماعت کی محبت اور پیار سے پُر تھا، ہر ایک کی خوشی غمی میں شریک ہو کر ان کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی فرماتیں۔ سلسلہ کا لٹریچر آپ کے اس مادرانہ سلوک کے واقعات سے بھرا پڑا ہے، ذیل میں چند مثالیں دی جاتی ہیں:

حضرت قدرت اللہ سنوری صاحب فرماتے ہیں:

''میں اپنی اہلیہ کے ساتھ قادیان آیا ہوا تھا ہم نے عبداللہ جلد ساز کے پاس ایک ہندو کا مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا جو کہ (بیت) مبارک سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہوگا۔ میرے گھر سے حاملہ تھیں اور ایام وضع قریب ہی تھے گرمی کا موسم تھا میں ظہر کی نماز کے لئے جانے لگا تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ مجھے درد کی تکلیف ہے دعا کرنا۔ میں (بیت) مبارک میں چھوٹے زینے سے اوپر چڑھا اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت اماں جان کو میری اطلاع دینا، اطلاع پر حضور اماں جان تشریف لائیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور کی خادمہ نے درد کی وجہ سے مجھے دعا کے لئے کہا ہے آپ دعا فرمائیں، ہم وطن سے اکیلے آئے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا میں دعا کروں گی۔ میں (بیت الذکر) میں داخل ہو گیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب میں گھر پہنچا تو میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ آپ نے حضرت اماں جان سے کیوں یہ عرض کی تھی۔ میں نے کہا کہ آپ کو کیسے علم ہو گیا میں نے تو انہیں دعا کے لئے کہا تھا، انہوں نے کہا کہ آپ نماز کے لئے چلے گئے معمولی درد تھا میری آنکھ لگ گئی، میں سوگئی تو دروازہ زور سے کھٹکنے کی وجہ سے میری آنکھ کھلی اور میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں حضرت اماں جان تشریف لائی ہوئی تھیں اور آپ نے فرمایا کہ ''کڑے تو تے پئی سو رہی ایں اور قدرت اللہ نے مینوں بتایا کہ اوہنوں تکلیف اے دعا کرو۔'' میں نے کہا کہ خود ہو آؤں اور یہ فرما کر میرے ساتھ اندر تشریف لے آئے اور مجھے کہا کہ لیٹ جا، تیل کی شیشی لے کر آپ نے اپنے دست مبارک سے میرے پیٹ پر مالش کی...... پھر آپ تشریف لے گئے، ہفتے کے بعد اللہ تعالیٰ نے لڑکی (حمیدہ) عطا فرمائی اس دوران میں آپ نے ایک خادمہ جیمی دو تین بار بھیجی اور وہ آ کر پوچھتی تھی کہ رحیمن اماں جان پوچھتے ہیں کہ تم نے کیا جنا ہے۔''

(سیرت احمد از حضرت قدرت اللہ سنوری صفحہ 281-282)

بقیہ صفحہ 6 شہادت و ہلاکت

کارروائی کے نتیجہ میں مر جائے تو لوگ اس کو شہید کہنے لگتے ہیں۔ ایسے مرنے والوں کا رتبہ ممکن ہے کہ دوسرے لوگوں سے بہتر ہو مگر یہ اصل معنوں میں شہید نہیں کہلا سکتے اور ہمارے یہاں تو مجرموں اور سزا یافتہ لوگوں کو بھی یہ لقب دے کر اس اہم اور مقدس لقب کی سخت توہین کی جاتی ہے۔ جب ان کو غسل دے دیا گیا کپڑے اتار کر کفن میں لپیٹ دیا تو پھر شہید کے خاص بابرکت نشانات ختم کر دیئے تو پھر وہ کہاں شہید رہے۔ خدا کے لئے ایسے مقدس لقب کے تقدس کو پامال نہ کیجئے۔ شہید کے بارہ میں تفصیلات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور جلد 11 میں موجود ہیں۔

(روزنامہ جنگ 12 مارچ 2012ء)

مکرم نذیر احمد خادم صاحب

حاصل مطالعہ اخبارات و رسائل کے چند اقتباسات

حالت عذاب

اوریا مقبول جان اپنے کالم حرف راز میں لکھتے ہیں۔

سب قرآن پڑھتے ہیں لیکن اللہ کے عذاب کی نشانیاں نہیں دیکھتے۔ سورہ الانعام کی 65 ویں آیت میں اللہ فرماتے ہیں۔ اللہ تمہیں مختلف گروہوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے لڑا دے اور یوں ایک دوسرے کی طاقت اور عذاب کا مزہ چکھا دے۔ ہم تعصبات کے اندھے غار میں گم ہیں اور ہماری حالت سورہ یٰسین میں بیان کئے گئے اللہ کے اس عذاب میں گرفتار والی ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں ملیا میٹ کر دیں، پھر یہ راستے کی تلاش میں بھاگے پھریں، لیکن انہیں کہاں کچھ سجھائی دے گا اور عذاب سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اجتماعی استغفار۔

(روزنامہ ایکسپریس 18/اگست 2012ء)

جامع عبادت

عبدالقادر حسن صاحب اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

آپ کبھی غور فرمائیں کہ اذان کی عبارت کس قدر جامع اور اسلام کی مکمل عکاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے اقرار سے لے کر پیغمبر کی رسالت تک سب کچھ اس میں موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر غیر مسلموں کو اذان کے معنی سمجھ میں آ جائیں اور وہ اس دعوت اسلامی کو پہچان لیں تو اپنے ہاں اذان پر پابندی لگا دیں۔ اذان دراصل وقت کے سیاسی اور سماجی نظاموں سے بغاوت کا نام اور اعلان ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام کی مخالف حکومتوں میں پہلی پابندی اذان پر لگائی جاتی ہے۔ میں نے روس کی مقبوضہ وسطی ایشیا کی کئی ریاستوں میں مسجدوں کو تو موجود دیکھا مگر غیر آباد۔ میں نے جب پوچھا کہ یہاں نماز ہوتی ہے یا اس کے لئے اذان ہوتی ہے۔ تو لوگ میرا منہ دیکھنے لگے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب میں نے بتایا کہ اذان کیا ہے اور اس کے جواب میں نماز کیا ہے تو انہوں نے بالکل لاعلمی کا اظہار کیا اور کوئی ایسا نہ مل سکا جسے اذان آتی ہو یا نماز۔ وہاں زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ نومولود بچے کو ماں گود میں اٹھا کر کسی مسجد کے پاس لے جاتی ہے اور اس کے جسم کو مسجد کی دیوار کے ساتھ لگا کر برکت حاصل کرتی ہے۔ اسے مسجد کے بارے میں اس سے زیادہ معلوم نہیں اور اگر کسی کے گھر میں قرآن پاک کا کوئی بوسیدہ ورق پڑا ہے تو وہ کپڑے کے غلافوں میں محفوظ ہے اور کسی کے فوت ہو جانے پر اس کی میت کے ساتھ لگا کر واپس محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ملکوں میں نماز تو کیا اذان بھی ممکن نہیں اور ہمارے ترقی پسند اور روشن خیال ''رئیس المنافقین جنرل ضیاء'' سے اس لئے ناراض ہیں کہ اس نے وسط ایشیا والے روس کو آگے بڑھ کر پاکستان کو وسط ایشیا کی ریاست نہیں بننے دیا جہاں مسلمان نام کے مسلمان اور اذان اور مسجد تک سے ناواقف ہوں، ترکی میں مصطفیٰ کمال نے بھی بالکل یہی کیا۔ بڑی مسجدیں عجائب گھر اور قرآن اور اذان موقوف کر دی گئیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 25/اگست 2012ء)

ایمان، خود فریبی

حسن نثار اپنے کالم میں لکھتے ہیں

جس معاشرہ میں ''شیر خوار'' بچوں کے لئے خالص دودھ کا حصول جوئے شیر لانے سے کم نہ ہو، جہاں لائف سیونگ دوائیں بھی جعلی ہوں۔ جہاں تکبیر پڑھ کر حلال کئے گئے جانور میں غلیظ پانی انجیکٹ کیا جاتا ہو، جہاں بیسن سستا اور چنے کی دال مہنگی ہو۔ جہاں طلباء اپنے اساتذہ اور وکلاء ججوں پر ہاتھ اٹھائیں، جہاں شرح خواندگی ڈوب مرنے کی حد تک اس حکم کے باوجود شرمناک حد تک کم ہو کہ علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے، جہاں چند پوش بستیاں اور کنٹونمنٹ کے علاقے چھوڑ کر پورے ملک میں گندگی کے ڈھیر ہوں اور وہ بھی اس حکم کے باوجود کہ صفائی نصف ایمان ہے، جہاں فرقوں کی فراوانی اور ذات برادریوں کی لازوال بہار ہو، جہاں لیڈر سے لے کر ووٹر تک بکنے پر تیار ہو، کہ جہاں ہر کوئی اپنی حدود سے تجاوز کرنے کے جدی جنون میں مبتلا ہو، جہاں پٹرول سستا ہونے پر ستانہ کیا جائے اور مہنگا ہونے کی افواہ پر ہی مہنگا کر دیا جائے، جہاں شب برات سے لے کر رمضان اور عیدین تک میں ہر چیز کے نرخ اندھا دھند بڑھا دیئے جائیں، عمرے رشوت لے کر کئے جائیں، جھوٹی قسموں سے لے کر جھوٹی گواہیوں تک روٹین بن جائے، جہاں اذان کے اوقات سے لے کر عید کے چاند تک پر گروہ بندی اور دھڑے بندی ہو، جہاں صفیں تو سیدھی ہوں لیکن نیتیں بے حد ٹیڑھی، جہاں پنجگانہ نماز کی ادائیگی کرنے والے کو بھی نہ ڈسپلن کی قدر ہو نہ پابندی اوقات کی پرواہ، جہاں ایسی ضرب الامثال عام ہوں کہ ''چور اچکا چودھری تے غنڈی رن پردھان'' جہاں بھوک ننگ بے روزگاری اور بیکاری بدکاری کے اڈوں کے چین ری ایکشن (Chain Reaction) کو جنم دے چکی ہو...... وہاں ایمان زبان پر تو ہو سکتا ہے...... زمین پر کہیں دکھائی نہیں دیتا...... گفتار میں تو ہو سکتا ہے کردار میں نہیں ...... اعلان کی حد تک ہو سکتا ہے ...... اعمال میں نہیں کہ ایمان ہی تو عنقا اور یہ سب اسی کا تو نتیجہ ہے۔

رب ذوالجلال اور جمال محمدؐ کی قسم ایمان تو دور کی بات اس کا عکس بھی اس معاشرہ پر سایہ فگن ہوتا تو یہ خاک اڑاتا ریگ زار نور سے چمکتا اور خوشبو سے مہکتا دکھائی دیتا۔ ہم سپر پاور بے شک نہ ہوتے لیکن اس طرح پارہ پارہ پرائے پیروں کی خاک بھی نہ ہوتے۔ ایمان کیا ہم تو اس کی الٹ سمت میں دیوانہ وار بھاگتے چلے گئے کہ ایمان کسی مخصوص حلیئے کا نہیں ایک خاص حالت کا نام ہے، ظواہر میں کمال تو دشمن کا کوئی ایجنٹ بھی حاصل کر سکتا ہے اور ایسا متعدد بار ہو بھی چکا اور عربی تو لارنس آف عریبیا بھی ایسی بولتا تھا کہ عرب حیرت سے گونگے ہو جاتے۔

''ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں''

(جنگ 12 جولائی 2012ء)

قتل عام

تجزیہ کار صبیح احمد اپنے کالم ''بیان'' میں لکھتے ہیں۔

قتل عام کے حوالے سے چنگیز اور ہلاکو خان اور ان کے دیگر ہم ذہن مشہور ہوئے پھر بش نے سب کا ریکارڈ توڑا مگر اب اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اپنے بھی ہمیں تہ تیغ کر کے اپنے دل کو سکون پہنچا رہے ہیں۔ مگر آخر کب تلک۔ ہر کام ہر تحریک کی شورش کی اور ہر فساد کی ایک انتہا بھی ہوتی ہے۔ یہ پتہ لگانا ہے کہ اس دہشت گردی کی انتہا کب ہوگی۔ کیونکہ جب کوئی تازہ واردات عمل میں آتی ہے تو اہل وطن یہی سمجھتے ہیں کہ شاید اس سے زیادہ انتہا پسندانہ اقدام آئندہ رونما نہ ہو۔ مگر جب آئندہ اس سے زیادہ کٹھیلا وار سامنے آتا ہے۔ تو ہم ایک طرف اپنے زخم سہلاتے ہیں تو دوسری طرف لاشوں کے ڈھیر ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

اسلام چونکہ سلامتی سے وابستہ ہے۔ لہٰذا حیرانگی یہ ہے کہ اسلام کا نام لینے والے کیونکر ایسا کر پاتے ہیں۔ کیا ان کے سینوں میں دوسروں پر ترس کھانے والے دل موجود نہیں۔ کیونکہ جو خون بہتا ہے اس کا رنگ سرخ ہی تو ہے۔ جیسا کہ جناح ہسپتال لاہور میں ہوا کہ دہشت گردوں نے ساتھی کو چھڑوانے کے لئے ایمرجنسی وارڈ کے باہر خون کی ہولی کھیلی۔ یہ ان کا وہی ساتھی تھا کہ جس دن 28 مئی کا تابناک سورج لوگوں کے سروں پر لو برسا رہا تھا پکڑا گیا تھا۔ اس دن ہم پاکستانی ساتویں ایٹمی قوت ہونے کا بارھواں جشن منا رہے تھے۔ ادھر کلاشنکوف کی نالی جدھر مڑ گئی سو مڑ گئی اور جتنے بندے ڈھیر ہوئے سو ہوئے اور سو سے زیادہ ہوئے جب مذکورہ دن (دارالذکر) گڑھی شاہو اور (بیت النور) ماڈل ٹاؤن لاہور میں احمدیوں کی عبادت گاہوں کے اندر اور باہر کئی نیم بسمل اور کئی بے جان پڑے اپنے ہی مہربانوں کی ''مہربانیوں'' کی تصویر تھے۔

یہ بلیک فرائیڈے اپنے آپ میں اس لئے دلخراش واقعہ کے طور پر یاد رہے گا کہ اس سے قبل تو غیر اقلیتوں پر اس طرح کے حملے نہ ہوئے تھے۔ شاید یہ فیس بک میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا نفسیاتی ردعمل ہو مگر جو بھی ہے ہمیں مسلمان کی حیثیت سے اس کی تعلیم نہیں ملی۔ حکومت اس دہشت گردانہ کارروائیوں کے سدباب کے سلسلے میں صاف طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ دہشت گردوں کا جہاں جی چاہے حملہ کر سکتے ہیں۔ جی ایچ کیو راولپنڈی میں جو لوگ گھس سکتے ہیں اور وہ بھی اطمینان کے ساتھ تو اس کا مطلب ہے وہ کہیں بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے تو پاکستانی عوام کو اب حکومتی مدافعت پر اعتبار نہیں رہا۔ یہی وجہ تھی کہ ان عبادت گاہوں کے باہر سیکیورٹی گارڈ نے بہترین کارکردگی دکھائی جو اسی فرقے کی جانب سے وہاں تعینات تھے اور وہ منظر دیدنی تھا اور سبق آموز کہ جب ان احمدیوں کی تدفین یکجا نہیں کی گئی بلکہ ان کو وقفوں وقفوں سے دفنایا گیا تا کہ غیر امن پسندانہ کوئی اور واقعہ رونما نہ ہو۔

ہر چند کہ پاکستان کی تحریک میں غیر مسلموں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا مگر جب پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس خلافت میں غیر مسلموں کا بھی خیال رکھیں ان کا اور ہمارا مقصد اگر چہ مذہبی حوالے سے ایک نہیں مگر قومی حوالے سے ہم ایک سوچ ضرور رکھتے ہیں۔ اس وقت ملک کی سیاسی صورت حال بہت ابتر ہے ہر طرف سے ''اعلان جنگ'' ہیں۔ کہیں عدلیہ کی طرف سے جنگ کا لفظ استعمال کر کے اس کو واپس لے لیا جاتا ہے تو کہیں ہر شہری کو اس دہشت گردانہ ماحول میں ہر سو ''جنگ جنگ'' کے الفاظ سنائی دیتے ہیں۔ ہماری حکومت خواہ صوبائی ہے یا وفاقی اپنے اوپر ذمہ داری کا ایک پہاڑ اٹھائے ہے۔ کیونکہ آخر ہمیں اپنے ہم وطنوں کے علاوہ اس قسم کی دہشت گردی کے حوالے سے باہر کی اقوام کو بھی منہ دکھانا ہوتا ہے۔

عالمی برادری کے ذہن میں یہ بات راسخ نہیں ہونی چاہئے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ نہیں ہو رہا۔ محمد بن قاسم نے برصغیر

پاک و ہند کو فتح کرتے وقت کسی غیر مسلم کو رائی برابر نقصان نہیں پہنچایا تھا اور ان کو عبادت خانوں میں جانے کی اجازت دی تھی۔ مگر آج ہمارے ہاں محمد بن قاسم کے پیروکار اس کے برعکس اقدامات میں مصروف ہیں۔ لاہور حملے اور پھر اپنے ساتھی کی رہائی کے لئے انتہائی پر اعتماد ہو کر جناح ہسپتال لاہور پر حملہ ہونا بالکل ایک فلم کی طرح ہے۔ جسے ہم بچپن سے دیکھتے آئے ہیں مگر حقیقت میں اب آ کر دیکھا ہے کہ عسکریت پسند کس طرح مؤثر طور پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

مسئلہ سارا یہ ہے کہ ہم اپنے آپ میں متحد نہیں ہیں۔ از راہ خدا آئیے ہماری کامیابی کا سب سے پہلا مرحلہ ہمارا آپس میں اتحاد و اتفاق ہے جو ابھی تک کہ ملک اپنی عمر کے باسٹھ سال گزار چکا ہے طے نہیں ہوا۔ ہم کہاں اس قابل کہ اس حالت میں دوسرے ملکوں کے ساتھ ترقی کی اس دوڑ میں سبقت تو کیا حاصل کریں اس دوڑ میں شامل بھی ہوں۔

(روزنامہ آج پشاور 6 جون 2010ء)

اپنی زبان میں دعا

جاوید چوہدری اپنے کالم زیرو پوائنٹ میں لکھتے ہیں۔

میں نے اس نقطے کی آگہی کے بعد قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا پورا قرآن مجید، احادیث اور سیرت اسی نقطے کے اردگرد پھیلی ہے، پوری نماز، پورے روزے، پورے عمرے اور پورا حج اسی نقطے کے گرد گھومتا ہے، نماز کی زبان عربی ہے اور عرب نماز کے دوران اللہ تعالیٰ سے وہ کچھ مانگتے ہیں جن کی ان کو ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر اسباب کھول دیتا ہے۔ ہماری زبان عربی نہیں چنانچہ ہم نے نماز رٹ رکھی ہے اور ہم یہ رٹی ہوئی نماز مکینیکل انداز سے پڑھ کر آجاتے ہیں، آپ آج سے غور کریں، ہم میں سے اکثر لوگوں کا دماغ نماز کے دوران مختلف سمتوں میں بھٹکتا ہے، ہم نماز کے دوران دماغ میں کسی نہ کسی کے ساتھ مکالمہ کرتے ہیں، ہم کچھ نہ کچھ سوچ رہے ہوتے ہیں، ہم پرانے حساب جوڑنے میں لگ جاتے ہیں یا بچپن کے بچھڑے ہوئے دوستوں کو یاد کرنے لگتے ہیں، ہم اگر اپنی اس سوچ کی زبان پر غور کریں تو یہ زبان ہماری مادری زبان نکلے گی۔ گویا ہم نماز عربی میں پڑھتے ہیں لیکن سوچ پنجابی، سندھی، بلوچی یا پشتو میں رہے ہوتے ہیں اور ہماری یہ سوچ کیا ہوتی ہے؟ یہ جو بھی ہو یہ طے ہے اس کا تعلق نماز کے ساتھ نہیں ہوتا چنانچہ نماز کے دوران ہماری سوچ بھٹکتی رہتی ہے اور ہم اس دوران روبوٹ کی طرح مکینیکل نماز ادا کرتے رہتے ہیں، ہم امام صاحب کے پیچھے خود کار نظام کے تحت رسومات ادا کرتے جاتے ہیں اور پنجابی میں دنیاداری کے بارے میں سوچتے جاتے ہیں اور یوں ہم خود کو بہتر بنانے کا موقع کھو دیتے ہیں، ہمارے پاس اپنی عبادت کو بہتر بنانے یا اس کو اس سے زیادہ سے زیادہ نتائج حاصل کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں، ہم نماز کو پوری طرح سمجھ کر ادا کریں، ہمیں ایک ایک لفظ کی سمجھ آرہی ہو اور ہم اپنی خواہشوں، اپنی نیتوں کو ان لفظوں کے ساتھ جوڑ رہے ہوں، ہم علم، خوشحالی، ایمانداری اور صفائی کو سورۃ کوثر کے ساتھ شامل کر رہے ہوں تو مجھے یقین ہے ہمارے لئے اسباب کھل جائیں گے۔ دوسرا ہم نماز عربی میں ادا کریں لیکن اپنی خواہش، اپنی نیت اور اپنی دعا کو اپنی مادری زبان میں اس کے ساتھ جوڑ دیں، ہم خیال کو زیادہ نہ بھٹکنے دیں، ہم اسے اپنی دعا کے قریب قریب رکھیں، ہماری سوچیں، ہمارے خیالات اس نیت کے ساتھ جڑے رہیں، اللہ تعالیٰ کرم کرے گا۔

(روزنامہ ایکسپریس 25 مارچ 2012ء)

عشق رسولؐ کے تقاضے

عرفان صدیقی اپنے کالم نقش خیال میں لکھتے ہیں۔

اگر ہم نے عشق رسولؐ کے تقاضوں کی پاسداری کی ہوتی، اگر ہم نے اسوۂ رسولؐ کو اپنے عمل میں سمویا ہوتا، اگر ہم نے اپنے ریاستی معاملات میں حضورؐ کی تعلیمات کو جگہ دی ہوتی۔ اگر اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اسلامی جمہوریہ پاکستان نامی ریاست میں، پہلی اسلامی ریاست مدینہ کی کوئی معمولی سی بھی خوشبو ہوتی، اگر ہمارے حکمرانوں کے انداز فرمانروائی میں، بادشاہی میں فقیری کرنے والے نبی آخرالزماںؐ کی ادنیٰ سی بھی جھلک ہوتی اور اگر ہم نے نبی کریمؐ پر نازل ہونے والے قرآن کو واقعی مشعل راہ بنایا ہوتا تو آج ہماری کسمپرسی کا یہ عالم نہ ہوتا۔ آج ہم خود اپنا منہ نوچ کر اور چھٹی منا کر عشق رسولؐ کے تقاضے پورے نہ کر رہے ہوتے۔ عالم یہ ہے کہ ہم فرعون عصر کی ایک دھمکی پر ڈھیر ہو جاتے ہیں، اپنے نان نفقہ کے لئے ان کی گلیوں میں کشکول کھنکاتے اور صدا لگاتے رہتے ہیں جو ہمارے نبی پاکؐ کے دامان تقدیس کو اپنے خبث باطن کا نشانہ بناتے، جو قرآن کریم کے اوراق نذر آتش کرتے، جو ہر گستاخ رسول کو اپنی آغوش میں پناہ دیتے، جو متعفن قسم کی ہرزہ سرائی کو آزادیٔ اظہار رائے کا نام دیتے، جو رگ مسلم کے لہو سے اپنے عارض و رخسار نکھارتے اور جو تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ تراش کر اپنے قہرناک لشکروں کے رخ امت مسلمہ کی طرف موڑے ہوئے ہیں۔ علامہ نے کہا تھا۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

راکھ کا یہ ڈھیر ستاون ممالک پر مشتمل ہے۔ اس ڈھیر میں کم و بیش سوا ارب اہل توحید بستے ہیں۔ ان سوا ارب مسلمانوں کے حکمرانوں میں جاہ و جلال والے بادشاہ بھی ہیں، کروفر والے آمر صفت شخصی حاکم بھی، جمہوریت کا راگ الاپنے والے منتخب صدر اور وزرائے اعظم بھی لیکن کسی میں دم خم نہیں کہ وہ امت مسلمہ اور اس کی مقدس شخصیات و علامات کے خلاف بدکلامی کرنے والوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے۔ ہم سب غلامی کی زنجیروں میں جکڑے، احتیاج کی ہتھکڑیاں ڈالے، بے حمیتی کے کھونٹوں سے بندھے، خوف کے بندھن میں قید شکم کی آگ میں جلتے ہوئے، امریکہ اور مغرب کی چوکھٹ پر خم ہیں۔ ہماری جبینیں اس ایک سجدے کو بھول چکی ہیں جو ہزاروں سجدوں سے نجات دلا دیتا ہے۔

کہاں کا عشق اور کہاں کی حب رسولؐ۔ بس کھوکھلے دعوے ہیں۔ ہاں بجا کہ نبی پاکؐ کے ناموس پر ناروا حملہ ہمارا خون کھولا دیتا ہے، ہم مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں لیکن ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیاں، عشق رسولؐ کی مہک سے محروم ہیں۔

(روزنامہ جنگ 21 ستمبر 2012ء)

جھوٹ

حسن نثار اپنے کالم میں لکھتے ہیں:۔

جھوٹ کوئی انڈسٹری ہوتی تو ہمارا وزیراعظم دنیا کا سب سے بڑا صنعتکار ہوتا، جھوٹ کی کوئی گدی ہوتی تو ہمارا وزیراعظم ایشیا کا سب سے بڑا گدی نشین ہوتا، جھوٹ اگر کوئی سائنس ہوتی تو آئن سٹائن اور نیوٹن ہمارے وزیراعظم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو ترستے، جھوٹ اگر فن گائیکی ہوتا تو راجہ پرویز تان سین، بیجو باورا، مہدی حسن، لتا منگیشکر، نور جہاں، محمد رفیع، مکیش، طلعت محمود، ایلوس پریسلے، مائیکل جیکسن، فرینک سناٹرا، ام کلثوم، مادام گوگوش ہوتے۔ جھوٹ اگر آٹو موبیل ہوتا ہنری فورڈ کی روح دن میں تین بار ہمارے وزیراعظم کو سلام کرنے آتی جھوٹ اگر حسن ہوتا تو قلوپطرہ سے لے کر پرتھال تک، مارلن منرو سے لے کر جنیا لولو، بریجیڈ ا تک صوفیہ لارن سے لے کر میگن فوکس تک سب کی سب جھوٹ کے اس راجہ اندر کی داسیاں ہوتیں۔

(روزنامہ جنگ 26 جون 2012ء)

شہادت وہلاکت

ڈاکٹر عبدالقدیر خان لکھتے ہیں:۔

آج کل ہمیں یہ دیکھ کر اور پڑھ کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ چند نہایت ہی متبرک اصطلاحات کو نہ صرف غلط طور پر استعمال کیا جاتا ہے بلکہ ان کو کلام الٰہی کے برخلاف (جس میں نہایت صاف اور غیرمبہم طور پر ان کی تشریح کی گئی ہے) استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہماری تاریخ ایسی لاتعداد مشہور شخصیات سے بھری پڑی ہیں جو ایسے مقدس القاب کے مستحق تھے اور ان کو ہی یہ القاب دیئے گئے تھے۔

ایک مخصوص مثال ہمارے معاشرہ میں اس کی یہ ہے کہ مقدس قرآنی زبان کو غلط طریقہ سے استعمال کیا جاتا ہے، حقیقت و سچائی کو چھپا کر اس کے بدلہ اپنے مطلب و مقصد کے معنی و القاب توڑ مروڑ کر پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال لفظ شہید کا استعمال سیاسی مقاصد کے لئے ہے۔

کلام مجید میں پہلی سورۃ فاتحہ میں (آیت 5 تا 7) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا''۔ آپ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرتا ہے وہ اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں۔ آپ ان میں پیغمبروں، صدیقین اور شہداء کو شامل کر سکتے ہیں۔ اس مقدس القاب یا مرتبہ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت صاف اور غیرمبہم الفاظ میں بیان کیا ہے اور رسول اللہؐ نے نہایت سادہ اور صاف الفاظ میں اس کی تشریح کر دی ہے۔ اسلام کے لاتعداد بہادر اور جرأت مند پیروکاروں نے اپنے اعمال و کردار سے اس کی عملی مثالیں چھوڑی ہیں۔......

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے متعدد احادیث میں فرمایا ہے کہ تمام کاموں کی بنیاد ان کی نیت پر منحصر ہوتی ہے۔ آپؐ نے شہادت اور شہید کی صفات بھی بیان فرمائی ہیں۔ ان میں پیغمبر اسلامؐ کے مشن کی تکمیل کی جدوجہد و خواہش، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تشہیر اور اس میں کسی قسم کا ذاتی مقصد یا شہرت حاصل کرنا نہ ہو اور نہ ہی مالی فائدہ یا اقتدار کی ہوس و جستجو شامل ہو۔

اگر ان مقاصد کے حصول میں کوئی مسلمان اپنی جان قربان کردے تو اس کو شہادت کا مقدس رتبہ ملتا ہے۔ اگر اس سے انحراف کیا گیا تو یہ اللہ اور اس کے پیغمبر کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی ہے اور صرف سیاسی مقاصد کا حصول ہے۔

دیکھئے کلام مجید میں لاتعداد جگہ پر شہید کا لفظ شہادت یا گواہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے مثلاً سورۃ بقرہ آیت 143,133، سورۃ نور آیت 6، سورۃ ق آیت 21، سورۃ آل عمران آیت 98، سورۃ المائدہ آیت 114، سورۃ القصص آیت 75۔ عربی لغات میں لفظ شہید پر تفصیلی بحث موجود ہے اور شہید اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ہے۔

میں نے یہ کالم اس لئے تحریر کیا ہے کہ عوام کو شہادت اور شہید کے بارہ میں صحیح معلومات پیش کرسکوں۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے اب ہر مرنے والا شہید کہلانے لگا ہے خواہ کوئی کار کے حادثہ میں، جہاز کے حادثہ میں یا تخریبی

باقی صفحہ 4 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مینیجر و پبلشر ماہنامہ تحریک جدید لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 12دسمبر 2012ء کو خاکسار کو دو بیٹیوں کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام آدرش عتیق رکھا گیا ہے۔ جو محترم بابو نذیر احمد صاحب دہلوی شہید سابق امیر جماعت دہلی اور مکرم بشیر احمد صاحب چغتائی سابق پریذیڈنٹ جماعت واہ کینٹ کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم قاضی مبشر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 5دسمبر 2012ء کو پہلے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بچے کو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل فرماتے ہوئے قاضی روشان احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم قاضی طاہر احمد صاحب دار الفضل شرقی ربوہ کا پوتا، مکرم قاضی مولانا محمد نذیر صاحب لائلپوری کی نسل سے اور مکرم محمد خان ڈھڈی صاحب نصیر آباد غالب کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کے نیک، صالح، خادم دین اور نیک نصیب ہونے کے ساتھ نیک نسلوں والا ہونے کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ پروفیسر (ر) امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ دار العلوم وسطی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بڑے بھائی مکرم ملک مبارک احمد صاحب ابن مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب واقف زندگی دار العلوم وسطی مورخہ 8دسمبر 2012ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی عمر 76 سال تھی۔ آپ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ انتہائی صبر اور حوصلے سے وقت بسر کیا۔ آپ کی نماز جنازہ دار العلوم وسطی ربوہ میں نماز ظہر کے بعد ادا کی گئی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم حافظ انوار رسول صاحب صدر محلہ دار العلوم وسطی ربوہ نے دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور اعلیٰ درجات سے نوازے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

اعلان دار القضاء

(مکرمہ خالدہ بیگم صاحبہ ترکہ مکرم داؤد احمد خالد صاحب)

مکرمہ خالدہ بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم داؤد احمد خالد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کے اکاؤنٹ خزانہ صدر انجمن احمدیہ امانت نمبر 88707 میں مبلغ-/3,013 تین ہزار تیرہ روپے ہیں۔ لہٰذا یہ رقم جملہ ورثاء میں حصص شرعی تقسیم کردی جائے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ خالدہ بیگم صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرمہ ارم داؤد صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرم اسامہ داؤد صاحب (بیٹا)
4۔ مکرمہ ایمن داؤد صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم داؤد احمد کھوکھر صاحب جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ مکرمہ مبارکہ بشارت صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد کھوکھر صاحب مرحوم باب الابواب غربی ربوہ تین سال فالج کے عارضہ میں مبتلا رہ کر مورخہ 13جنوری 2013ء کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 15جنوری کو بیت مبارک میں بعد نماز عصر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم رانا محمد ظفر اللہ صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ آپ متقی پرہیزگار، دعا گو، عبادت گزار، غریبوں کی مدد کرنے والی ہر تحریک پر لبیک کہنے والی تھیں آپ نے بیماری کا یہ عرصہ انتہائی صبر سے گزارا۔ آپ کے پسماندگان میں مکرم عامر اعجاز کھوکھر صاحب جرمنی، مکرم مشہود احمد کھوکھر صاحب، مکرم مغفور علی کھوکھر صاحب ملائیشیا، خاکسار، دو بیٹیاں مکرمہ حمیرا رفیق صاحبہ آسٹریلیا اور مکرمہ عائشہ ناز صاحبہ چھوٹی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مکرم محمد اقبال صاحب

فن لینڈ میں اعلیٰ تعلیم کیلئے سیمینار

(زیر اہتمام نظارت تعلیم)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نظارت تعلیم میں قائم شدہ انفارمیشن سیل کو مورخہ 3 جنوری 2013ء کو فن لینڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند افراد کیلئے ایک سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس سیمینار میں فن لینڈ کے امیر جماعت مکرم فاروق احمد قریشی صاحب نے بھی شرکت کی۔ یہ سیمینار نصرت جہاں انٹر کالج (بوائز) میں منعقد کیا گیا تھا جس کی صدارت مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب نائب ناظر تعلیم نے کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کیا گیا، اس کے بعد خاکسار نے انفارمیشن سیل کا تعارف کروایا۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے فن لینڈ اور جماعت احمدیہ فن لینڈ کا تعارف کروایا اور وہاں تعلیم کی سہولتوں کا ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب نائب سیکرٹری تعلیم نے فن لینڈ میں آفر کئے جانے والے کورسز کا تعارف کروایا۔ بعد از شاملین سیمینار نے سوالات کئے جس کے جوابات مکرم امیر صاحب اور عطاء المجیب صاحب نے دیئے۔ اس طرح یہ سیمینار اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس سیمینار میں شامل ہونے والے احباب و خواتین سے ان کے کوائف حاصل کئے گئے تاکہ ان کو مزید معلومات بذریعہ E-mail دی جا سکیں۔ اس سیمینار میں 85 سے زائد خواتین و حضرات نے شرکت کی۔

سکالرشپ کیلئے مزید معلومات اس ویب سائٹ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

www.scholarshipportal.eu

فن لینڈ میں داخلوں کا آغاز ہر یونیورسٹی کے پروگرام پر ہوتا ہے۔ مگر عام طور پر فن لینڈ میں ڈگری پروگرام کے داخلوں کا آغاز نومبر سے جنوری تک ہوتا ہے۔ درخواستوں کے دو مرحلے ہوتے ہیں پہلا آن لائن اور دوسرے مرحلہ میں اس درخواست کے ساتھ اپنے تمام تصدیق تعلیمی سرٹیفکیٹ پیش کرنے ہوتے ہیں۔ آپ کو دونوں مرحلوں سے گزرنا ہوتا ہے۔

ماسٹرز پروگرام میں داخلہ لیتے وقت چند باتوں کا ضرور خیال رکھیں۔

آپ کی سابقہ تعلیم 16 سال مکمل ہو۔

آپ کے پاس اصل اسناد موجود ہوں۔

ILETS میں کم از کم سکور 6.0 ہو۔

اس کے علاوہ ہر یونیورسٹی کی اپنی requirements ہوتی ہیں اس لئے یونیورسٹی کی ویب سائٹ کو ضرور وزٹ کریں۔

اسی طرح ویزا اپلائی کرتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا بھی ضرور خیال رکھیں۔ پاکستان میں فن لینڈ کا سفارت خانہ موجود نہ ہے۔ لہٰذا درخواست جمع کروانے کیلئے سفارت خانے سے appointment اپنی دستاویزات مکمل ہوتے ہی لے لیں۔ فن لینڈ کے سفارت خانے سے وقت لینے کے بعد آپ کو اُس ملک کے ویزہ کیلئے اپلائی کرنا ہو گا جہاں فن لینڈ کا سفارت خانہ موجود ہو۔ جیسے کہ نیپال، ابوظہبی، ایران، تھائی لینڈ وغیرہ نیپال کیلئے ویزہ کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ ابوظہبی کا سفارت خانہ جلد درخواست نبٹاتا ہے۔

درخواست کو جلد پروسیس کیلئے Finnish Immigration کی E-Service کا استعمال کریں۔

درخواست کو مکمل فل کریں اور اپنے دستاویزات کی کاپی لگائیں۔

فن لینڈ میں تعلیمی اخراجات کیلئے 6000 یورو کی بینک سٹیٹمنٹ دکھانا ضروری ہے۔

ایک سال کی صحت انشورنس کروانا بھی ضروری ہے۔

آپ کو ایک سال کا ویزہ دیا جائے گا جو کہ ہر سال فن لینڈ میں لوکل پولیس پرمٹ اتھارٹی آپ کے تعلیمی پرفارمنس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اگلے سال کا ویزہ دے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو کامیاب کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ افرادِ جماعت تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکیں۔ آمین

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20،15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

28 جنوری 2013ء

12:35 am	ریئل ٹاک
1:40 am	الاسکا۔ انگلش ڈسکوری پروگرام
2:25 am	اسمائے باری تعالیٰ
3:00 am	خطبہ جمعہ 25 جنوری 2013ء
4:10 am	سوال وجواب
5:30 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:50 am	تلاوت قرآن کریم
6:05 am	درس حدیث
6:15 am	چلڈرن کلاس
7:05 am	الاسکا۔ انگلش ڈسکوری پروگرام
7:45 am	خطبہ جمعہ 25 جنوری 2013ء
8:50 am	ریئل ٹاک
9:50 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس النبی ﷺ
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	مجلس انصار اللہ یوکے اجتماع 2008ء
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:30 pm	خلافت سال بہ سال
2:00 pm	فرنچ پروگرام
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:10 pm	ڈاکومنٹری پروگرام
4:55 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس النبی ﷺ
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ 6 اپریل 2007ء
7:05 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	ڈاکومنٹری پروگرام
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	مجلس انصار اللہ یوکے اجتماع 2008ء

29 جنوری 2013ء

12:20 am	ریئل ٹاک
1:20 am	راہ ہدیٰ
2:50 am	خطبہ جمعہ 6 اپریل 2007ء
3:55 am	ڈاکومنٹری پروگرام
4:35 am	سیرت حضرت مسیح موعود
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:30 am	ان سائیٹ
5:40 am	الترتیل
6:10 am	خطبہ جمعہ 30 مارچ 2007ء
7:15 am	کڈز ٹائم
7:45 am	خطبہ جمعہ 6 اپریل 2007ء
8:50 am	ڈاکومنٹری پروگرام
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	مجلس انصار اللہ بیلجیئم اجتماع 2008ء
12:45 pm	ان سائیٹ
1:00 pm	Australian Flora & Fauna
1:30 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سندھی سروس
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم اور ان سائیٹ
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	سپینش سروس
8:55 pm	علم الابدان
9:30 pm	سیرت النبی ﷺ
10:00 pm	فرنچ پروگرام
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm	مجلس انصار اللہ بیلجیئم اجتماع 2008ء

30 جنوری 2013ء

12:25 am	عربی سروس
1:35 am	ان سائیٹ
2:00 am	علم الابدان
2:30 am	Australian Flora & Fauna
3:15 am	سیرت النبی ﷺ
3:45 am	سوال وجواب
5:10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:00 am	یسرنا القرآن
6:30 am	مجلس انصار اللہ بیلجیئم اجتماع 2008ء
7:30 am	فرنچ پروگرام
8:00 am	Australian Flora & Fauna
8:30 am	علم الابدان
9:05 am	سیرت النبی ﷺ
9:40 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
11:35 am	الترتیل
12:00 pm	انجینئرنگ فورم۔ حضور انور کا خطاب
1:00 pm	ریئل ٹاک
2:00 pm	سوال وجواب
2:50 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سواحیلی سروس
4:55 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ 30 مارچ 2007ء
6:50 pm	بنگلہ پروگرام
7:55 pm	فقہی مسائل
8:20 pm	کڈز ٹائم
8:55 pm	فیتھ میٹرز
9:55 pm	میدان عمل کی کہانی
10:35 pm	الترتیل
11:05 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:25 pm	انجینئرنگ فورم۔ حضور انور کا خطاب

31 جنوری 2013ء

12:20 am	ریئل ٹاک
1:20 am	فقہی مسائل
1:45 am	کڈز ٹائم
2:35 am	میدان عمل کی کہانی
3:25 am	خطبہ جمعہ 30 مارچ 2007ء
4:20 am	انتخاب سخن
5:30 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:50 am	تلاوت قرآن کریم
6:05 am	الترتیل
6:35 am	انجینئرنگ فورم۔ حضور انور کا خطاب
7:20 am	فقہی مسائل
7:45 am	مشاعرہ
8:35 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am	یسرنا القرآن
12:05 pm	دورہ حضور انور
1:05 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:10 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	پشتو سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
5:55 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:00 pm	Shotter Shondhane LIVE
9:05 pm	Maseer-e-Shahindhane
9:35 pm	ترجمۃ القرآن
10:40 pm	یسرنا القرآن
11:05 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:25 pm	دورہ حضور انور گلاسکو یوکے

ربوہ میں طلوع وغروب 21۔جنوری

طلوع فجر	5:39
طلوع آفتاب	7:05
زوال آفتاب	12:20
غروب آفتاب	5:34

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
4/3 یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

طاہر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ کا
نرینہ اولاد کیلئے
بخت بھرا کورس
حکیم منور احمد عزیز
03346201283

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423, 0476213372

FR-10